مطبوعات

جوئے تشنہ | جناب محمد ابن الحسن سید۔ اہتمامِ طباعت: قوس کمیونی کیشنز، میاں چیمبرز، ٹمپل روڈ، لاہور۔ طباعتی معیار، جلد، سرورق بہت خوب! قیمت: نامعلوم

عمر محکمۂ فوج کے ساتھ گزاری، کام حسابات کا کیا —— اب کوئی تصور کرسکتا ہے کہ یہ شخص اتنا زوردار ادیب و شاعر ہوگا کہ دوسری ایسی مثال نہ ملے گی۔ سید صاحب کی شخصیت کا دھندلا سا تصور میرے ذہن میں پہلے بھی تھا، مگر اب ان کی کتابیں پڑھ کر (اگر ان کے ساتھ مؤلف کی تصویر نہ بھی ہوتی) میں اس قابل ہوں کہ اُن کی شخصیت اور چہرے کا ایک خاکہ دل میں تیار کرسکوں۔ جناب ابن الحسن سید کی آواز معاشرے کے سازِ فن کے تمام تاروں کی آوازوں سے الگ پہچانی جاسکتی ہے۔

دل گھٹ کے رہ جاتا ہے، جب دیکھتا ہوں کہ میں ترجمان القرآن میں کوئی تفصیلی تبصرہ نہیں کرسکتا، بلکہ ایک ایک سطر کی جگہ بچانی پڑتی ہے۔ بس میرے خیال میں یہ کافی ہے کہ مؤلف کو اس کے فن کے چند جواہر ریزوں کے ذریعے متعارف کرا دیا جائے۔ پہلے یہ نثری شعر ملاحظہ ہو:

"شاعری اصل میں شکر کا مقام ہے اور شکر قدر و قیمت کی پہچان کو کہتے ہیں۔ اپنی زندگی، کائنات اور خالقِ کائنات کی قدر دانی اور زبانِ حال سے شکر ادا کرنا ہی حیات کا حاصل ہے" (ص ۱۱)۔ دوسرا جملہ: "کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو شاید اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ تمام کائنات کے دکھ محسوس کرے"۔ (ص - ۲۲)

چند اشعار:-

نہر پہ سایہ دار شجر کے جال سے موجیں اُلجھی ہیں
کوئی محسن، اِس اُلجھاوے کو جانے، ذرا سُلجھا آئے

دو گھڑی پاس رہو، حال نہ پوچھو میرا
درد احساس ہی احساس ہے، آواز نہیں

محبت کا بھوکا ہے سارا زمانہ
محبت بھری آنکھ سے مُسکراؤ

آج کل آدمی کا مسلک
زندگی کی صریح عریانی

جتنی آنکھیں ہیں اتنے نظارے
جتنے نظارے، اتنی حیرانی

کوئی آہٹ ہے رگِ جاں کے قریب
تیرے ہونے کا گماں ہوتا ہے

ہم نے دِل اُس کو ہی جانا ہے محسن
ہر گھڑی دردِ جہاں ہوتا ہے

اپنا چہرہ ہو، ہر اک تصویر میں
فن یہی ہے اور یہی معراجِ فن

پھول اُگ سکتا ہے صحرا میں مگر
چاہیے اس کے لیے دیوانہ پن

ایک بزرگ ادیب و شاعر کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ زیادہ کہتے ہیں جھجک بھی تو ہوتی ہے

شمع اور دریچہ | جناب محمد ابن الحسن سید - ناشر: ادارۂ علم و فن پاکستان، پشاور-
ملنے کا پتہ: مکتبہ راول روڈ راولپنڈی - طباعتی معیار، جلد اور سرورق خوشنما!
قیمت: ۳۵/- روپے

ایک مسافر جو بھاگلپور سے پٹنہ گیا - وہاں سے ڈھاکہ پہنچا، پھر اسلام آباد کی طرف بڑھا - وہ اسلام آباد سے اکتوبر ۱۹۸۳ء کو تخیل کی ایک ٹائم مشین تیار کر کے سفر امریکہ پہ روانہ ہوگیا - یہ کتاب اسی سفر کا حصہ ہے، مگر مروّج سفرناموں کی لکیروں کی فقیری سے اجتناب کرتے ہوئے ابن الحسن سید نے ذرا مختلف انداز اختیار کیا ہے - میں سنجیدگی و پاکیزہ گفتاری کے ساتھ ہلکے پھلکے دل خوش کُن مزاج کا لطیف امتزاج دیکھ کر حیران ہوں - پھر اس نگارش میں ایک جذبہ، ایک شعور، ایک مقصد روح میں رچا بسا ہے - اپنی مقصدیت کا خلاصہ

بالفاظِ مؤلف یہ ہے کہ "عصرِ حاضر پر رواں تبصرہ" ۔ اور اس تحریر کی شان میں ڈاکٹر وحید قریشی نے کیا خوب کہا کہ "آج کہ ہمارے یہاں بھدی اور بنجر نثر لکھنے کا رواج عام ہو رہا ہے، محمد ابن الحسن سیّد نے خوب صورت اور نوک پلک سے درست نثر نگاری کی داغ بیل ڈال دی ہے" (فلیپ اوّل)

اب جناب مؤلف کے چند جملے:

"ماضی جس کے بغیر کوئی آئندہ نہیں، جہاں لوٹنا تو ممکن نہیں لیکن جس کی بازخوانی اس لیے بھی ضروری ہوتی ہے کہ مستقبل میں آرزومندی کے ساتھ آگے بڑھ سکیں"۔ (ص-۱۰)

"اپنی تاریخ پر اصرار اس بات پر اصرار ہے کہ دوسروں کے ساتھ ہمیں بھی اپنے تعصبات کے ساتھ پُرامن ماحول میں زندہ رہنے کا حق حاصل ہے"۔ (ص-۱۳)

"کسی نے پھول کو توڑنا بھی چاہا تو اس طرح کہ اوس چھلکے نہیں، پھول بکھرے نہیں"۔ (ص-۱۷)

"جہاں بھی گئے (مُراد ہے ہمارے اسلاف - ن - ر - ص) انہوں نے اپنی تہذیب کی بنیاد گہری اور کرسی اُونچی رکھی اور اُس کرسی پر صدیوں کے پِسے ہوئے انسانوں کو لا بٹھایا"۔ (ص-۱۸)

"اب تو بس اتنا ہی چاہیے کہ انسانی اعضا کے زیادہ سے زیادہ فاضل پرزے مہیا ہوں تاکہ اُس کی طبیعی عمر کو امکانی حد تک طول دیا جاسکے، اور اس کی پیداواری اور صرفی صلاحیت میں اضافہ ہو۔ اس ماحول میں شاعری کی گنجائش کیا رہ جاتی ہے۔ کچھ ہو بھی تو شاید کمپیوٹر میں الفاظ ڈھالے جاسکتے ہیں"۔ (ص-۸۵)

اب اِن چند جملوں سے ایک ہلکی سی جھلک دکھلانے کے یہ معنی تو نہیں کہ سفرنامہ کا اجمالی سا بھی تصوّر دلایا جاسکے، جو جو دلچسپ عنوان اور تمثیلیں اور استعارات، نیز ٹکراتے ہوئے نظریات اور تہذیبوں کے جو مسائل جناب ابن الحسن سیّد نے بیان کیے ہیں اور جن بہت سی شخصیتوں اور ان کے افکار کا تعارف کرایا ہے، وہ ساری چیزیں کیسے یہاں نمایاں ہوجائیں۔ سیّد صاحب تو یہ

بتلاتے ہیں کہ گویا اپنے یہاں بہت سی جانی۔ انجانی ٹیمیں گھس آئی ہیں، کچھ معلوم نہیں کہ کس کا ساتھ دینے میں ہماری جیت ہے اور کس کے ساتھ ہار۔ سید صاحب کہتے ہیں کہ میں تو بس "رواں تبصرہ گو" ہوں۔

تو بس اسی پر ہمارا "رواں تبصرہ" ختم، آپ کتاب کا خود مطالعہ کر کے مدعا کو سمجھیے۔

بچوں کی حسناتی کہانیاں از جناب طالب الہاشمی - ناشر: حسنات اکیڈمی - ۱۹ - سی منصورہ، لاہور ۱۸

ادارہ الحسنات کی طرف سے پہلے بھی بچوں کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، آپ کے مشن اور آدابِ زندگی اور دعاؤں وغیرہ کا خلاصہ شائع ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں حسنات اکیڈمی کی طرف سے بچوں کے لیے کہانیوں کے سلسلے میں پہلی پیش کش "کوہ قاف کے مجاہد" تھی، جس میں روسیوں کے خلاف امام شامل شہید کی معرکہ آرائیوں کا نقشہ پیش کیا گیا تھا۔

اب کہانیوں کا ایک نیا سیٹ شائع ہوا ہے۔ اس سیٹ میں شامل ہیں: - ۱ - بدر کا شہسوار اور دوسری کہانیاں۔ ۲ - بادشاہی میں فقیری اور دوسری کہانیاں۔ ۳ - غریب بادشاہ اور دوسری کہانیاں۔ ۴ - کرخ کا درویش اور دوسری کہانیاں۔ ۵ - شیر دل سلطان اور دوسری کہانیاں۔ ۶ - دلوں پر حکومت اور دوسری کہانیاں۔

ان پمفلٹوں کو بچوں کی آسان زبان اور کہانیوں کے پیرائے میں پڑھ کر میرا یہ نقطۂ نظر تازہ ہو گیا کہ تاریخ انسانی کے پاس اچھی اور بُری ہر قسم کی شخصیتیں اور دل خوش کن، سنجیدہ اور سبق آموز رنگا رنگ ایسے واقعات موجود ہیں جو واقعاتی اسٹیج پر بہترین کہانی کے روپ میں سامنے آتے ہیں، بشرطیکہ کوئی ذی شعور ادیب ان کا عکس لفظوں میں تیار کر سکے۔ اس لحاظ سے جناب طالب ہاشمی نے بڑی کاوش و محنت سے کام لیا ہے۔ ایک طرف صحابہ کرام کی سیرتوں کو سامنے رکھا ہے، دوسری طرف تابعین اور تبع تابعین میں سے اللہ کے خاص بندوں کی زندگیوں سے استفادہ کیا ہے۔ اور تیسری طرف بادشاہوں یا سپہ سالاروں

یا لیڈروں کے حالات نگاہ میں رکھے ہیں ۔ اور پھر کئی منتخب تاریخی تصویروں کو پیش کر دیا ہے ۔
ابھی اس دائرے سے باہر وسیع تر میدانِ کار موجود ہے ، جس پر زیادہ تر سیکولر ذہنیت کا قبضہ ہے اور ان کے اختیار کردہ موضوعات اور قصّوں کے ذریعے خدا پرستانہ ذہن کے اہلِ قلم نے بچوں کے ذہنوں و کردار کی تعمیر کے لیے کچھ زیادہ تجربات نہیں کیے گئے ہیں ۔ محبّانِ دین بالعموم یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن و حدیث یا صحابہ کرام اور دوسری نیک ہستیوں کے علاوہ کوئی موضوع نہیں ہے اور یا پھر زیادہ سے زیادہ اپنی تاریخ کی اچھی اچھی جھلکیاں دکھا کر کام کیا جا سکتا ہے ۔ میرا مشورہ ہے کہ کچھ نئے لوگ اس خود عاید کردہ حد بندیوں کو توڑ کر آگے نکلیں اور علمِ کائنات ، سائنسی ایجادات ، سائنسی فکشن ، احوالِ بر و بحر کے مطالعے کو موضوع بنائیں اور ان سارے راستوں سے خدا پرستی اور راستی اور نیکی کا کام ابھاریں ۔

اقلیم | مجموعہ کلام (دیوان) جناب جعفر بلوچ ۔ ناشر : مکتبہ عالیہ اردو بازار ، لاہور ۔
طباعتی معیار بہت اچھا ۔ قیمت :- ۳۰/- روپے ۔

اس نوجوان شاعر سے میرے دیرینہ مراسم ہیں ۔ جعفر ہمیشہ بہت محبت و احترام سے ملتا رہا ۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ فن میں پیش روی کے لحاظ سے وہ میرے لیے بزرگ ہوتا جا رہا ہے اور میرے دل میں اس کے لیے احترام میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے ۔ جعفر کو گردشِ ایام نے بہت چکر دیئے ، یہاں تک کہ آخری گھماؤ میں وہ اسے کالج کے استاد کی کرسی پر بٹھا گئی ۔ مگر اسے دیکھیں تو یہ فقیر عظمت مآب نہ تو استاد نظر آتا ہے ، نہ کرسی والا ، نہ شاعر ، بلکہ ایک خاموش اور حیرت زدہ سا نوجوان جو یہ سوچ رہا ہو کہ وہ کیا ہے اور کہاں آ گیا ہے ۔ پھر اس کی خاموشی کی جھیل میں سے کوئی مزاحیہ جملہ بلبلہ بن کر ابھرے گا یا اچانک فی البدیہہ کسی شخص یا واقعہ کے متعلق پھڑکتا ہوا ایک شعر نمودار ہو جائے گا ۔ تب آپ غور سے دیکھیں گے کہ یہ کیا اسرار ہے ۔ میرا خیال ہے کہ اس کے پاس کوئی خود ساختہ کمپیوٹر ہے ، جس پر موضوع ، بحر ، معیارِ زبان ، تراکیب و استعارات ، قافیہ و ردیف ، تخیل کا انداز وغیرہ کے بٹن دبا دیتا ہے اور تیزی سے

مطلوبہ شعر یا غزل یا نظم نمودار ہو کر محفل کے لیے حیرت افزا بن جاتی ہے۔ یا پھر اس طرز پر سوچیں تو ہو سکتا ہے کہ کوئی جن اُس کے تابع ہو اور طرفۃ العین میں دیوان بھی تیار کر سکتا ہو۔ خیر اب دو چار شعر (کسی انتخابی کاوش کے بغیر) پیش کیے جاتے ہیں تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ جعفر کی شاعری مذاق نہیں ہے:

کہا شعور نے اُس وقت حرفِ تم مجھ سے
کہ لاشعور جگانے سے جاگتا بھی نہ تھا

کیا ہے اس آیتِ افلاسِ بشر کی تاویل؟
دل کے ارشاد پہ ذہنوں کی گواہی نہ رہی

تفسیر ہو کیا خاک مرے خطِ جبیں کی
شارح بھی ہے کم فہم، نوشتہ بھی اَدَق ہے

تا حشر فراموشِ زمانہ نہیں ہوں گے
وہ لوگ جنہیں یادِ محبت کا سبق ہے

جب اُٹھیں گُل کی دریدہ دامنی پر انگلیاں
ہو گئی پاگل وفورِ غم سے خوشبو اور بھی

یاد ہم ڈوبنے والوں کی تجھے آئے گی
جب ترے حسن کا چڑھتا ہوا دریا اترا

سحر کو راہ دکھانے کا کیا صلہ ہو گا
یہ سوچتے ہی ستاروں کی آنکھ بھر آئی

مطلع فاراں | نعتیہ مجموعہ جناب حافظ لدھیانوی۔ ملنے کا پتہ: بیت الادب، ۳۴ جی راجہ روڈ، گلستان کالونی، فیصل آباد۔ تقسیم فی سبیل اللہ۔

اگر ہم عصر نعت نگاروں کو اشعار کی شکل دے کر ایک قصیدہ میں ڈھالا جائے تو اس کے مطلع کا ایک مصرع حافظ لدھیانوی ہوں گے اور دوسرا حفیظ تائب۔

میں نے حافظ صاحب کی شخصیت جس طرح منور پائی ہے مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ حضورؐ کے بارے میں اُن کے حقیقی جذبات و تاثرات کو الفاظ اور مصرعے اُٹھا نہیں سکتے۔ پھر بھی:

ع ہے میرا کام پیغامِ رسولِ ہاشمی لکھنا

بس بطور تبرک دو تین شعر ؎

اُٹھی جو نگاہ سوئے روضہ
اشکوں میں وجود ڈھل گیا ہے

نظروں میں ہے گلستانِ طیبہ
خوشبو سے بدن مہک اُٹھا ہے

دلِ خرابہ ہے، جس میں نہیں ہے یادِ نبیؐ ۔۔۔ وہ زلیست کیا ہے جسے عشقِ مصطفےٰؐ نہ ملا

ہر اک زباں پہ ہیں چرچے رسولِ رحمت کے ۔۔۔ خدا کا شکر، مجھے نعت کا زمانہ ملا

تقدیمی اور تقریظی صفحات مرزا منور اور حفیظ تائب کے قلم سے۔ فلیپوں پہ اعاظم واکابر کی آراء۔

ہامان کے قرآنی اذکار | از سید شیر محمد لاہور۔ پتہ: ۵۶، ای وَن - گلبرگ نمبر۳ - لاہور

یوں تو یہ ۱۶ صفحے کا ایک پمفلٹ ہے، مگر نہایت معرکہ آرا تحقیقی بحث ہے۔ جو مستشرقین کی طرف سے ہامان کے سلسلے میں قرآن پر اعتراضات کے جواب میں پیش کی گئی ہے۔ ۲۲ کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ عنوان مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ "ہامان کا ذکر قرآن میں" وغیرہ طرز کے الفاظ کافی تھے۔ یہ مقالہ کئی دوسری جگہوں کے علاوہ ترجمان القرآن میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اور اب اس پمفلٹ میں مؤلف جو ترمیم واضافہ کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد یہ تحقیق مزید مفید بن جائے گی۔

حادثۂ کربلا | از مولانا ابوالحسین محمد عظیم الدین خطیب۔ ناشر: ادارہ تعلیم وتصنیف، سلیم آباد، خیر پور میرس، سندھ۔

مسلمانوں کی بہت سی چپقلشوں کا باعث پرانے تاریخی واقعات کی مختلف تعبیرات ہیں۔ حادثۂ کربلا کے متعلق خصوصاً پہلے تو کچھ غلو کی باتیں شیعہ بھائیوں کی طرف سے ہوتی تھیں۔ پھر محمود عباسی صاحب نے دوسرے رُخ سے واقعہ کی پوری تصویر بدل کے دکھا دی۔ پیشِ نظر پمفلٹ پر بھی اس کا اثر ہے۔ لکھا ہے: "آخرکار حضرت حسینؓ نے فیصلہ کر لیا کہ کوفہ جانے کے بجائے دمشق جا کر خلیفہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لینا ہی مناسب ہے"...... "فریب خوردگی یا اجتہادی سوچ کی بنیاد پر اختیار کیے ہوئے موقف سے یہ دست برداری ......" (ص-۱۰)۔ پمفلٹ بتاتا ہے کہ "امام حسینؓ یزیدی فوج کی زد میں نہیں آئے تھے بلکہ ساٹھ تجربہ کار جنگجو کوفیوں نے اچانک سیدنا امام حسینؓ کے خیمہ پہ دھاوا بول دیا"...."امیر عمرو بن سعد۔

شمر ذی الجوشن اور حر بن یزید اپنے دستے کے افراد کو ساتھ لے کر حضرت حسینؓ کے قافلہ کی جانب دوڑے تاکہ ..... حضرت حسینؓ اور آپ کے اہلِ خاندان کی مدد کریں۔" (ص - ۱۲)

اس مبحث کے نتیجے میں پیدا کردہ نکتہ یہ ہے کہ "اس اندوہناک حادثہ کو مدتوں بعد اسلام و کفر کی جنگ اور فسق و فجور کے خلاف عظیم ترین جہاد کا رنگ دے کر کسی بھی قائم شدہ نظامِ حکومت کے خلاف خروج کے لیے استعمال کیا جانے لگا۔" (ص - ۱۳) گویا حضرت خطیب صاحب کا مقصد یہ ہے کہ کفر و استبداد پر قائم ہونے والی یا فسق و فجور پھیلانے والی حکومتوں کے بارے میں مسلمان آرام سے رہیں، ان سے کوئی تعرض نہ کریں۔ اس سلسلے میں اگر تاریخ سے کوئی نظیر آیات و احادیث کی مطابقت میں ملتی ہو تو اُسے ہرگز ہرگز استعمال نہ کریں۔

حضرتِ والا! صدیوں پہلے کی تاریخ کے بارے میں آپ اپنے سامعین یا معروف قارئین کو جو نقشہ چاہیں دکھا سکتے ہیں، مگر تاریخ کو اپنے رنگ میں رنگنے سے تاریخ نہیں بدلتی۔ یزید کی غیر اسلامی عجمیت زدہ حکومت (جو خلافت علی منہاجِ نبوت بہر حال نہ تھی) کسی بھی طرح تقدس کا مقام نہیں پا سکتی۔ اور نہ امام حسینؓ کا درجہ آپ جیسے حضرات کی علمیت پست کر سکتی ہے بہتر ہے کہ قدیم تاریخی واقعات سے زیادہ اہم آپ احکامِ کتاب و سنت کو قرار دیں اور اعتقادات کے ساتھ ساتھ اخلاقیات، سیاسیات اور معاشیات کے اسباق بھی لوگوں تک پہنچائیں۔ جھگڑوں، بحثوں والے موضوعات سے زیادہ اہم اور زیادہ تعداد میں متفق علیہ اوامر و نواہی ہیں۔ اُن کو وعظوں اور تحریروں میں بیان فرمائیں۔

سیاحت نامہ | از جناب ماہر القادری مرحوم - مرتبہ: جناب طالب ہاشمی -

ناشر: حسنات اکیڈمی - ۹۱ - سی منصورہ - لاہور ۱۸ - اچھی طباعت، مضبوط جلد، خوبصورت سرورق کے ساتھ ۳۰۴ صفحے کی کتاب کی قیمت ۴۰/- روپیے

ہمارے مرحوم بھائی ماہر القادری کی زندگی کا بڑا حصہ سفر میں گذرا۔ مشاعروں کے لیے بہت سے سفر۔ اور پھر یہ افریقہ، یورپ، مشرقِ وسطیٰ اور حجاز کے لمبے لمبے سفر، تا آنکہ

ارضی زندگی کا سفر ختم ہو گیا۔

اس شاندار معلوماتی اور ادبی کتاب کو پڑھتے ہوئے میں نے جو اشارات شروع کے خالی صفحات میں لکھے ہیں اگر ان کی طرف ذرا بھی دھیان دوں تو کم از کم چار صفحے کا نوٹ لکھنا شاید کفایت کر سکے۔ ماہر صاحب بہت بڑے شاعر و ادیب، بہت شریف انسان، بڑے محبت کیش دوست اور فطرت اور انسان دونوں کی تجلیات کو دل و نگاہ سے اخذ کر کے دوسروں تک پہنچانے والے خدا پرست تھے۔ ایسے آدمی کی تحریر کوئی معمولی چیز نہیں۔ کتنے ہی تو لفظ اور جملے میں نے منتخب کیے۔ مختصر یہ کہ وہ جہاں گئے، مناظرِ فطرت کو خوب دیکھا، تاریخی اور تمدنی معلومات حاصل کیں۔ عجائب سے استفادہ کیا، رنگارنگ کھانوں سے نہ صرف دل کھول کر لطف اندوز ہوئے، بلکہ لفظوں کے دسترخوان بچھا کر عجیب و غریب ماکولات و مشروبات کو ان پہ جمع کر کے دکھایا، طرح طرح کی شخصیتوں کی تجلیات دیکھیں، ہر جگہ کی دینی سرگرمیوں اور دینی مراکز، دینی انجمنوں اور مسجدوں پہ خاص توجہ دی۔ اسی کے ساتھ اردو زبان اور شعر و شاعری کے بارے میں ان کی دلچسپیاں افراد اور مجالس پہ مرکوز ہوتی رہیں۔ اور خاص خاص شہروں کے متعلق بہت تفصیل سے ادبی مصوری کی ہے۔ آدمی ان کے سفر نامے کو پڑھتے ہوئے خود کو بھی حالتِ سفر میں محسوس کرتا ہے۔

چند دلچسپ باتیں: ماہر صاحب نے لکھا ہے کہ سانپوں کی ڈھائی ہزار قسمیں ہیں (ص-۵۷) ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے گھر کی سیڑھیاں ۱۱۲ ہیں (ص ۱۲۰)۔ پیرس کے مرکزی چوک سے ۶ اسٹرکیں نکلتی ہیں۔ (ص - ۱۲۱) - ایفل ٹاور دو فرلانگ اونچا ہے۔ (ص - ۱۲۱)

ایک مختصر تاثر میں ضرور بیان کرنا چاہتا ہوں، جو اس کتاب کو پڑھتے ہوئے پیدا ہوا کہ مرحوم ماہر القادری نے شرافت و پاکیزگی کی حدود میں زندگی کا رس خوب اچھی طرح نچوڑا، پیا اور پلایا۔

ایک جگہ ماہر صاحب نے لکھا ہے ازار بند ڈھلنے "اکڑا ہی گیا" "ازار" کافی نہ تھا؟

طالب ہاشمی کا بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ماہر القادری کی شخصیت کے نہایت دلچسپ مرقعے کو ہم تک پہنچایا۔

دینی مدارس کی روایات اور نصاب کی خصوصیات | جناب پروفیسر سید محمد سلیم

ناشر: ادارہ تعلیمی تحقیق ۔ ۸۔ اے ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور ۔ طباعتی معیار بہت اچھا۔
قیمت: ۹/- روپے

۶۶ صفحے کی اس کتاب میں اتنی معلومات ہیں کہ ان کا سرسری سا تعارف کرانا بھی مشکل ۔ دورِ نبوت میں دینی تعلیم کا اہتمام اور اس کی توسیع کا اجمالی ذکر کرنے کے بعد پہلی دوسری صدی ہجری کی تعلیمی و نصابی پیشرفت کا بیان، پھر چوتھی صدی ہجری (معتزلہ، فلاسفہ اور قرامطہ کے عروج کا دور) کی تفصیل ۔ دورِ بنو امیہ میں خارجیوں کے فتنے کے اثرات تعلیم عقائد پر ۔ سقوطِ بغداد کے بعد تاتاری دور میں نصابِ جدید میں علومِ دینی و عقلی کا اضافہ ۔ پھر برصغیر میں کمپنی کی حکومت کے دور سے لے کر مغلوں کے عہد تک، نیز ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد علی گڑھ اور دیوبند کی دو تعلیمی اسکیموں پر کام کا آغاز ۔ فارسی نصاب کا خصوصی ذکر ۔ اصولِ تدریس اور کتبِ تدریس کا بیان ۔ مغربی علوم کی آمد ۔ انگریزی حکومت کی اسلام دشمن روش ۔ ان مباحث سے نکل کر دینی نصاب کی تمام کتابوں کا انڈکس اور ساتھ ہی ہر مضمون کے لیے جماعت وار تقسیمِ اوقات اور مقدارِ درس ۔

تعلیم اور خصوصاً دینی تعلیم سے تعلق رکھنے والے یا اس سلسلے میں مطالعہ و تحقیق کرنے والے حضرات ضرور پڑھیں ۔

سورۂ فاتحہ ۔ نظامِ تعلیم کی اساس | جناب پروفیسر سید محمد سلیم ۔ ناشر: ادارہ تعلیمی تحقیق تنظیم اساتذہ، پاکستان ۔ ۸۔ اے ذیلدار پارک، اچھرہ ۔ لاہور ۔ قیمت: ۲/۵۰ روپے

سورۂ فاتحہ اسلامی تعلیم و ہدایت کا چونکہ ایک خلاصہ ہے ۔ اور اشارۃً اس میں ضروریاتِ دین بیان ہو گئی ہیں ۔ اس لیے اس کی ہدایت سے سید صاحب نے بجا طور پر تعلیم و تدریس کے لیے رہنمائی اخذ کی ہے ۔ اس پمفلٹ سے ان کا فہمِ قرآن اور ان کے ذوقِ تعلیم کی ژرف نگاہی سامنے آتی ہے ۔

رسالہ دانشمندی | تصنیف: شاہ ولی اللہ دہلوی - ترجمہ: مولانا سید ظہیر الدین احمد- مقدمہ و تعلیقات از پروفیسر سید محمد سلیم - ناشر: ادارہ تعلیمی تحقیق، تنظیم اساتذہ پاکستان - ۸- اے ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور- قیمت: ۴/- روپے-

یہ رسالہ دراصل اسلامی تعلیم کے سلسلے میں طریق تدریس کی رہنمائی کرتا ہے- شاہ صاحب جس دورِ انحطاط میں پیدا ہوئے اور جو تفرقہ اور بدعتیں اور جہالتیں انہوں نے دیکھیں، ان کی وجہ سے جوش تجدید ان کے اندر پیدا ہوا - اس کو بنائے گفتگو بنا کر یہ واضح کیا گیا ہے کہ شاہ صاحب تعلیم کے شعبہ میں کیا تبدیلی چاہتے تھے- انہوں نے ایک مختصر اور آسان نصابِ تعلیم تجویز کیا - پھر اصلی زور طریقِ تدریس پر ہے، اور طریقہ ہائے تدریس کی ایسی اقسام بیان کی ہیں کہ چشم بصیرت ممنونِ احسان ہو کر رہ جاتی ہے- تدریسی یا نصابی کتابوں کے لکھنے کے لیے بھی کچھ اصول اس رسالے میں ملیں گے-

---

ہمقدم ڈائری ۱۹۸۸ء | پیش کش: ادارہ مطبوعاتِ طلبہ- نمبر ۱، ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور

نوجوانوں کی مرتب کردہ اس ڈائری کی متعدد رنگوں میں بڑی خوشنما ڈیزائننگ کی گئی ہے- شروع میں ضروری دعائیں اور اذکار ہیں- اپنی اصلاح آپ کے عنوان سے تعبدی اور دعوتی سرگرمیوں اور اپنے مطالعہ کے متعلق خود احتسابی کے لیے ماہ بہ ماہ اندراجات کرنے کو چند صفحات خاص کر دیے گئے ہیں - صفحات کے اوپر کسی آیت یا حدیث کا ترجمہ درج ہے - آخر میں پتوں اور ٹیلیفون نمبروں کے اندراجات کے لیے چند صفحے ہیں - شروع میں اسلامی جمعیت طلبہ کی سال بہ سال سرگرمیوں کا خلاصہ درج کیا گیا ہے، نیز جمعیتی شہداء کی فہرست کے علاوہ کچھ اور معلومات بھی دی گئی ہیں - جلد بہت اچھی اور اس پر سنہری چھپائی -

---

ماہنامہ: دائرے | مدیر: حسنین کاظمی - شائع کردہ: ریڈرز پبلی کیشن، شاہین چیمبرز، ۴ کمرشل ایریا، بلاک ۷/۸ کے سی ایچ ایس کراچی- قیمت فی شمارہ: ۱۰/- روپے سالانہ ۱۱۰/- روپے

یہ خالص ادبی و تحقیقی رسالہ ہے جس کا پہلا شمارہ (جنوری ۱۹۸۸ء) ہمارے سامنے ہے- افسانے

میں دیومالا (حیات اللہ انصاری)۔ بستی ایک مطالعہ (ڈاکٹر عبدالسلام) کے علاوہ ڈاکٹر نیر مسعود، آفاق صدیقی، مشرف احمد (موضوع: شوکت صدیقی)، ڈاکٹر انصار زاہد، جوگندر پال (دردلادوا) ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی کے علاوہ دو تین اور نثر پارے اور کچھ نظمیں اور غزلیں ہیں۔ پڑھنے کے لیے مجموعی طور پر اچھی سطح کا دلکش مواد ہے۔

ماہنامہ نیرنگِ خیال | ایڈیٹر: سلطان رشک۔ پتہ: ۸۔ پی ایم اے ہاؤس، لیاقت روڈ، راولپنڈی۔ چندہ سالانہ مع خاص نمبر ۱۵۰/- روپے۔

حکیم یوسف حسن کا مقام صحیفہ نگاری کی تاریخ میں بہت اونچا مقام رکھتا ہے۔ نیرنگ خیال اسی مرحوم ہستی کا تاسیس کردہ رسالہ ہے۔ جسے اب سلطان رشک اپنے چند بزرگوں اور دوستوں کے تعاون سے بڑی خوبی سے مرتب کر رہے ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے ستمبر ۱۹۸۷ء کا خاص نمبر ہے۔ جس کی ضخامت ۲ سو صفحات اور قیمت ۴۰/- روپے ہے۔ تحقیقی، مزاحیہ، افسانوی اور منظوم حصوں سے میں خوب لطف اندوز ہوا، مگر ترجمان القرآن کے صفحات میں اب گنجائش نہیں ہے کہ تفصیل سے کچھ کہہ سکوں۔

مختصر یہ کہ یہ ادبی رسائل میں ایک ممتاز مجلہ ہے۔

مجلہ: شعاع | مدیرہ: شگفتہ بانو۔ بہ اہتمام تنظیمِ اساتذہ پاکستان (خواتین)

پتہ: جمعیت الفلاح، اکبر روڈ، کراچی صدر۔ زرِ تعاون: ۱۰/- روپے

بڑی مسرت کی بات ہے کہ محبتِ اسلام خواتین اساتذہ کی تنظیم نے یہ مجلہ شروع کیا ہے اور اس کا جو شمارہ (۲) سامنے ہے، وہ اچھی اچھی نگارشات پر مشتمل ہے، جن کے لکھنے میں خواتین کا حصہ زیادہ ہے۔ سرورق رنگین ہے مگر سادہ۔ طباعتی معیار کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔